(آیاتہا ۲۸) (سورۃ الجن مکیۃ ۷۲) (رکوعاتہا ۲)

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ الجن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۃ قُلْ اُوْحِیَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا
عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّ
اَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ
سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّاَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ
الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ
اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاۗءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ
شُهُبًا ۙ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ
يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ
اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾

"آپ فرمائیے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بڑے غور سے سنا ہے (قرآن کو) جنوں کی ایک جماعت نے پس انہوں نے (جا کر دوسرے جنات کو) بتایا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ راہ دکھاتا ہے ہدایت کی پس ہم (دل سے) اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز شریک نہیں بنائیں گے کسی کو اپنے رب کا۔ اور بے شک اعلیٰ وارفع

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہے ہمارے رب کی شان نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے اور نہ بیٹا۔ اور (یہ راز بھی کھل گیا کہ) ہمارے احمق اللہ کے بارے میں ناروا باتیں کہتے رہے۔ اور ہم تو یہ خیال کیے تھے کہ انسان اور جن اللہ کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اور یہ کہ انسانوں میں سے چند مرد پناہ لینے لگے جنات میں سے چند مردوں کی پس انہوں نے بڑھا دیا جنوں کے غرور کو۔ اور ان انسانوں نے بھی یہی گمان کیا جیسے تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔ اور (سنو!) ہم نے ٹٹولنا چاہا آسمانوں کو تو ہم نے اس کو سخت پہروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور پہلے تو ہم بیٹھ جایا کرتے تھے اس کے بعض مقامات پر سننے کے لیے۔ لیکن اب جو (جن) سننے کی کوشش کرے گا تو وہ پائے گا اپنے لیے کسی شہاب کو انتظار میں۔ اور ہم نہیں سمجھتے (اس کی کیا وجہ ہے) کیا کسی شر کا ارادہ کیا جارہا ہے زمین کے مکینوں کے بارے میں یا ان کے رب نے ان کو ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا ہے''۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن منذر، حاکم، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ہمراہ سوق عکاظ کے ارادہ سے چلے، اسی دور میں شیاطین اور آسمان خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی تھی اور ان پر شہاب چھوڑے گئے تھے۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کی طرف آئے تو قوم نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی گئی ہے اور ہمیں بھگانے کے لیے ہم پر شہاب چھوڑے گئے ہیں۔ تو قوم نے کہا: بالیقین تمہارے اور آسمان خبر کے درمیان رکاوٹ کسی نئی واقعہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ سو تم زمین کے مشارق و مغارب میں پھیل جاؤ اور غور سے دیکھو کہ کون سی شے تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہوتی ہے؟ چنانچہ وہ چل پڑے۔ چنانچہ وہ جو تہامہ کی طرف گئے انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو پالیا۔ اس وقت آپ ﷺ سوق عکاظ کی طرف جاتے ہوئے مقام نخلہ پر تھے اور اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ پس جب انہوں نے قرآن کریم سنا تو خوب غور سے سنا۔ پھر کہا: قسم بخدا! یہی وہ ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہے۔ پس وہاں سے وہ لوٹ کر اپنی قوم کی طرف آتے اور کہا: اے ہماری قوم! إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ نازل فرمائی۔ بے شک آپ کی طرف جنات کا قول وحی کیا گیا۔(1)

امام ابن منذر نے عبد الملک سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی رحمت ﷺ کے درمیان زمانہ فترہ میں جنات کو (اوپر جانے سے) نہیں روکا گیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آسمان دنیا پر پہرے بٹھا دیئے گئے اور جنات کو شہابوں کے ذریعہ بھگا دیا گیا۔ پس وہ ابلیس کے پاس اکٹھے ہوئے۔ تو اس نے کہا: بالیقین زمین میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ پس تم اسے تلاش کرو اور ہمیں خبر دو، وہ واقعہ کیا ہے؟ چنانچہ اس نے ایک جماعت تہامہ کی جانب اور یمن کی جانب روانہ کی اور یہ تمام اشراف اور سردار جنات تھے۔ تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو نخلہ کے

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 732، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com

Marfat.com

مقام پر صبح کی نماز پڑھتے ہوئے پالیا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کو سنا آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو کہا: تم خاموش رہو۔ اور جب یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا یعنی آپ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس مڑے درآنحالیکہ وہ ایمان دار تھے اور ڈرانے والے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کے بارے احساس نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ پر مذکورہ سورت نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل نصیبین میں سے سات جن تھے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب صفوۃ الصفوۃ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں دیار عاد کی اطراف میں تھا۔ میں نے پتھروں کا ایک شہر دیکھا، اس کے درمیان میں یہ لکھا ہوا تھا ''قَصْرٌ مِّنْ حِجَارَۃٍ تَاْوِیْہِ الْجِنُّ'' (پتھروں کا محل جس میں جن پناہ لیتے ہیں) پس میں اس میں داخل ہوا۔ تو اس میں عظیم الخلقت ایک شیخ کعبہ شریف کی طرف منہ کیے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ اونی جبہ پہنے ہوئے تھا۔ جس میں حسن و جمال خوب تھا۔ میں اس کی خلقت کی عظمت سے اتنا متعجب نہیں ہوا جتنا کہ میں اس کے جبے کی طراوت اور حسن و جمال سے متعجب ہوا۔ پس میں نے اسے سلام کیا۔ اور اس نے بھی مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا: اے سہل! بے شک بدن کپڑوں کو بوسیدہ نہیں کرتے بلکہ گناہوں کی بو اور حرام کمائی کا کھانا انہیں بوسیدہ کر دیتا ہے۔ بے شک یہ جبہ سات سو برس سے میں پہنے ہوئے ہوں۔ جب کہ میں نے اسی کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملاقات کی اور میں دونوں کے ساتھ ایمان لایا۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں ان میں سے ہوں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فرمایا: وہ نصیبین کے جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا امر اور اس کی عظمت اعلیٰ وارفع ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جَدُّ سے مراد رب کریم کا امر اور اس کی قدرت ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ہمارے رب کی عظمت ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَکَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْمُلْکُ رَبَّنَا   وَلَاشَیْءَ اَعْلٰی مِنْکَ جَدًّا وَّاَمْجَدَا

''اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی سب تعریفیں، برکتیں اور ملک ہے اور عزت و شرف اور عظمت و بزرگی میں کوئی شے تجھ سے بلند اور اعلیٰ نہیں''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اگر جن کوئی نشانی اور علامت جان لیتے کہ وہ انسانوں میں ہوگا تو وہ نہ کہتے تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا۔

Marfat.com
marfat.com

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا غنی ہونا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا کا مفہوم ہے اس کی عظمت اعلیٰ وارفع ہے۔(1)

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے۔ ہمارے رب کا جلال اعلیٰ وارفع ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی ہے ہمارے رب کا ذکر اعلیٰ وارفع ہے۔ اور وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا میں سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ احمق جنوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے جیسا کہ احمق انسانوں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ وہ آیت جو جنوں کے بارے میں ہے اور وہ جو ستاروں کے بارے میں ہے، پڑھتے تھے اور ان اور انہ دونوں جگہ ہمزہ کو منصوب پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، عقیلی نے ضعفاء میں، طبرانی، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کردم بن ابی السائب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں کسی کام کی غرض سے اپنے باپ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف نکلا اور یہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی زمانہ تھا۔ پس ہم نے ایک چرواہے کے پاس رات گزاری۔ جب نصف رات ہوئی تو بھیڑیا آیا اور اس نے بکری کا بچہ اٹھا لیا۔ پس چرواہا اچھل کر اٹھا اور اس نے کہا ''یَا عَامِرَ الْوَادِیْ اَنَا جَارُ دَارِكَ'' اے وادی کو آباد کرنے والے! میں تیرے دار میں پناہ لینے والا ہوں۔ پھر ایک ندا دینے والے نے ندا دی اے سرحان! تو اسے نہ پکڑ۔ اسے چھوڑ دے۔ پس وہ بکری کا بچہ دوڑتے ہوئے آیا، یہاں تک کہ ریوڑ میں داخل ہو گیا۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو رجاء عطاردی تمیمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے اس وقت میں اپنے گھر والوں کا کفیل تھا اور میں ان کی مشقتوں اور حاجات کے لیے کفایت کرتا۔ پھر جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو ہم بھاگ کر نکلے اور ہم ایک وسیع بیابان زمین پر آ گئے۔ اور جب ہمیں اسی زمین پر شام ہو گئی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 351 (3345)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 412 (7198)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 273 (1441)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

تو ہمارے شیخ (بوڑھے سردار) نے کہا ''اَنَا نَعُوْذُ بِعَزِیْزِ هٰذَا الْوَادِیْ مِنَ الْجِنِّ اللَّیْلَةَ '' ہم آج کی رات جنات کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ تو ہم نے بھی وہی کہا: تو ہمیں وہاں بتایا گیا ہے کہ اس آدمی کی تعلیم یہ ہے کہ شہادت دو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں۔ '' شَهَادَةَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ '' پس جس کسی نے اس کا اقرار کیا اس نے اپنا خون اور اپنا مال محفوظ کر لیا۔ پھر ہم لوٹ آئے اور ہم اسلام میں داخل ہو گئے۔ ابو رجاء نے کہا بلاشبہ میں اس آیت کے بارے یہ گمان رکھتا ہوں کہ یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی: وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶۔

امام ابونصر سجزی رحمہ اللہ نے الابانہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کا ایک آدمی رات اور لوگوں کے مقابلے میں بہت جری اور بہادر تھا۔ وہ ایک رات چلا اور جنات کی زمین پر جا اترا۔ پھر اس نے وحشت اور خوف سا محسوس کیا۔ تو اس نے اپنی سواری کی ٹانگیں باندھ دیں۔ پھر اس کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور کہا: میں اس وادی کے سردار سے اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو ان میں سے ایک بوڑھے نے اسے پناہ دی۔ ان میں سے ایک جوان تھا اور وہی جنات کا سردار تھا۔ پس جب بوڑھے نے اسے پناہ دی تو وہ نوجوان انتہائی غضب ناک ہوا۔ تو اس نے اپنا نیزہ اٹھایا، اس نے اسے زہر میں بجھا رکھا تھا تاکہ اس کے ساتھ وہ اس آدمی کی اونٹنی کو نحر کر دے۔ تو بوڑھے نے اسے اونٹنی کے قریب پھینک دیا۔ تو اس نے کہا:

يَا مَالِكَ بْنَ مُهَلْهَلٍ مَهْلًا فَذَالِكَ مَحْجَرِیْ وَاِزَارِیْ

''اے مالک بن مہلہل ٹھہر جا۔ پس وہ میری جائے حفاظت اور میری پناہ میں ہے''۔

عَنْ نَاقَةِ الْاِنْسَانِ لَاتَعَرَّضْ لَهَا وَاخْتَرْ اِذَا وَرَدَ الْمَهَا اَثْوَارِیْ

''اس انسان کی اونٹنی سے تعرض نہ کر اور تو چن لے جب نیل گائیں میرے بیلوں میں داخل ہوں''۔

اِنِّیْ ضَمِنْتُ لَهٗ سَلَامَةَ رَحْلِهٖ فَاكْفُفْ يَمِيْنَكَ رَاشِدًا عَنْ جَارِیْ

''بے شک میں نے اس کے لیے سفر کی سلامتی کی ضمانت اٹھا رکھی ہے پس تو میرے پڑوسی سے راہ ہدایت پر چلتے ہوئے اپنے ہاتھ کو روک لے''۔

وَلَقَدْ اَتَيْتُ اِلٰى مَالَمْ اَحْتَسِبْ اِلَّا رَعَيْتُ قَرَابَتِیْ وَ جِوَارِیْ

''تحقیق میں اس تک آ پہنچا ہوں جسے میں نے شمار ہی نہیں کیا۔ ورنہ میں نے تو اپنے قرابتداروں اور پڑوسیوں کی حفاظت اور رعایت کی ہے''۔

تَسْعٰى اِلَيْهِ بِحَرْبَةٍ مَسْمُوْمَةٍ اُفٍّ لِقُرْبِكَ يَا اَبَا الْيَقْطَارِیْ

''تو اس کی طرف زہر آلود نیزہ کے ساتھ دوڑے جا رہا ہے۔ میں تیرے قرب کو ناپسند کرتا ہوں اے ابا الیقطاری''

لَوْلَا الْحَيَاءُ وَاَنَّ اَهْلَكَ جِيْرَةٌ لَتَمَزَّقْتُكَ بِقُوَّةِ اَظْفَارِیْ

Marfat.com

marfat.com

''اگر حیا نہ ہوتی کہ تیرے گھر والے پڑوسی ہیں تو میں تجھے اپنے ناخنوں کی قوت کے ساتھ پھاڑ دیتا''۔
تو پھر اس نوجوان نے اسے کہا

اَتُرِیْدُ اَنْ تَعْلُوَ وَ تُخْفِضَ ذِکْرَنَا فِیْ غَیْرِ مَزْرِیَةٍ اَبَا الْعِیْزَارِ

''اے ابوالعیزار! کیا تو چاہتا ہے کہ تو بلند ہو اور تو ہمارا ذکر بغیر کسی عیب کے پست کردے''۔

مُتَنَحِّلًا اَمْرًا لِغَیْرِکَ فَضْلَهٗ فَارْحَلْ فَاِنَّ الْمَجْدَ لِلْمِرَارِ

''ایسے امر کو اختیار کرتے ہوئے جو تیرے سوا اس کے لیے باعث فضیلت ہو۔ پس تو کوچ کر۔ کیونکہ شرف و بزرگی گزرنے والوں کے لیے ہے''۔

مَنْ کَانَ مِنْکُمْ سَیِّدًا فِیْمَا مَضٰی اِنَّ الْخِیَارَ هُمْ بَنُو الْاَخْیَارِ

''تم میں سے جو گزرے ہوئے زمانہ میں سردار تھے بلاشبہ افضل و اعلیٰ وہی ہیں جو اعلیٰ لوگوں کی اولاد ہیں''۔

فَاقْصُدْ لِقَصْدِکَ یَا مُعَیْکِرُ اِنَّمَا کَانَ الْمُجِیْرُ مُهَلْهَلَ بْنَ وَبَارِ

''اے دوبارہ حملہ کرنے والے! اپنے ارادہ میں اعتدال پیدا کر۔ بے شک پناہ دینے والا مہلہل بن وبار ہے''۔

تو بوڑھے نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ تیرا باپ ہمارا سردار اور ہم سے افضل و اعلیٰ تھا۔ تو اس آدمی کو چھوڑ دے میں اس کے بعد کسی کے بارے تجھ سے تنازع اور جھگڑا نہیں کروں گا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سارا قصہ سنایا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو وحشت اور خوف آپہنچے یا جنات کی زمین میں کوئی پڑاؤ کرے تو اسے چاہیے کہ یہ کلمات کہے: ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ، وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا، وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّیْلِ، وَمِنْ طَوَارِقِ النَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ'' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَّاَنَّهٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ ابونصر نے کہا ہے: یہ انتہائی غریب روایت ہے۔ ہم نے اسے اس سند کے سوا کہیں نہیں پایا۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے کتاب الہواتف میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کا ایک آدمی تھا۔ جسے رافع بن عمیر کہا جاتا تھا۔ اس نے اپنے اسلام لانے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ اس نے کہا: میں ایک رات عالج کے صحراء میں چل رہا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آگئی۔ تو میں اپنی سواری سے اترا، اسے بٹھا دیا اور خود سو گیا۔ میں نے سونے سے پہلے ان الفاظ سے پناہ مانگی: ''اَعُوْذُ بِعَظِیْمِ هٰذَا الْوَادِیْ مِنَ الْجِنِّ'' میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ پھر میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا، اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ میری ناقہ کو نحر کردے۔ سو میں گھبرا کر بیدار ہو گیا اور دائیں بائیں نظر دوڑائی لیکن کوئی شے نہ دیکھی اور میں نے کہا: یہ خواب ہے۔ پھر میں واپس لوٹ کر سو گیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر گزری تو اس کی مثل پھر دیکھا۔ میں پھر بیدار ہوا اور اپنی اونٹنی کے ارد گرد چکر لگانے لگا لیکن کوئی شے نہ

marfat.com
Marfat.com

دیکھی۔ جب اونٹنی کی طرف دیکھا تو وہ کانپ رہی تھی۔ میں پھر سو گیا اور پھر پہلی کی طرح کا منظر دیکھا اور بیدار ہوا، تو دیکھا میری اونٹنی مضطرب اور پریشان ہے۔ توجہ کی تو اچانک اسی طرح کا ایک نوجوان آدمی سامنے تھا جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور ایک بوڑھا آدمی اس کا ہاتھ روک رہا تھا۔ وہ اسے ناقہ سے پیچھے ہٹا رہا تھا۔ پس اسی دوران کہ وہ دونوں جھگڑ رہے تھے۔ اچانک تین وحشی بیل آ گئے۔ تو اس بوڑھے شیخ نے اس نوجوان سے کہا اٹھ اور میرے اس انسان ساتھی کی ناقہ کے بدلے ان میں سے جسے چاہے پکڑ لے۔ پس وہ نوجوان اٹھا اور ان سے ایک بہت بڑا بیل پکڑ لیا اور واپس چلا گیا۔ پھر وہ شیخ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے فلاں! جب تو کسی وادی میں اترے اور اس کا خوف محسوس کرنے لگے تو یہ کہا کر ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِّنْ هَوْلِ هٰذَا الْوَادِيْ'' (میں اس وادی کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی جو کہ محمد ﷺ کا رب ہے پناہ طلب کرتا ہوں) کسی جن کی پناہ نہ لیا کر۔ اس کا حکم باطل ہے۔ تو میں نے اس شیخ سے کہا: یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ اس نے بتایا: یہ نبی عربی ہیں، نہ شرقی ہیں، نہ غربی اور یہ پیر کے دن مبعوث ہوئے۔ میں نے پوچھا: ان کا مسکن کہاں ہے؟ اس نے بتایا: یثرب جو کھجوروں کا شہر ہے۔ پس جب صبح روشن ہوئی تو میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور خوب تیزی سے چلتا رہا، یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا اور اس سے قبل کہ میں آپ کے سامنے کچھ ذکر کروں آپ ﷺ نے میری ساری بات بیان فرما دی اور مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ''فَرَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنِيْ بِحَدِيْثِيْ قَبْلَ اَنْ اَذْكُرَ لَهٗ مِنْهُ شَيْئًا وَدَعَانِيْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمْتُ''

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶ ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ تھے جو زمانہ جاہلیت میں جب کسی وادی میں رات گزارتے تھے تو کہتے تھے: میں اس وادی کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں۔ مزید فرمایا: آیت میں رَهَقًا سے مراد گناہ ہے۔ یعنی انہوں نے ان میں گناہ کے اعتبار سے اضافہ کر دیا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان میں سے کوئی جب کسی وادی میں اترتا تھا۔ تو یہ کہتا تھا: ''اَعُوْذُ بِعَزِيْزِ هٰذَا الْوَادِيْ مِنْ شَرِّ سُفَهَاءِ قَوْمِهٖ'' (میں اس وادی کے سردار سے اس کی قوم کے احمقوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں) تو اس طرح وہ اپنی ذات کے بارے میں پرامن ہو جاتا تھا۔ چاہے رات ہوتی یا دن ہوتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ کسی وادی میں اترتے تھے تو اس طرح کہتے تھے ''نَعُوْذُ بِعَظِيْمِ هٰذَا الْوَادِيْ'' ہم اس وادی کے بڑے سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶ کی تفسیر میں فرمایا: پس انہوں نے کفار کی سرکشی اور رعونت میں اضافہ کر دیا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

جب کسی منزل پر اترتے تھے تو کہتے تھے: ہم اس جگہ کے بادشاہ کی پناہ طلب کرتے ہیں فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۞۔ پس انہوں نے ان میں گناہ اور غلطی کے اعتبار سے اضافہ کر دیا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک قوم تھی جب وہ کسی وادی میں اترتے تھے تو کہتے ہم اس وادی کے رہنے والوں کے سردار سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور یہ کہتے: ہم اپنے لیے اور نہ تمہارے لیے کسی نقصان اور نہ ہی نفع کے مالک نہیں ہیں اور وہ ہمیں خوفزدہ کرتے ہیں۔ پس تم ان پر قبضہ کر لو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۞ کے تحت حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ کہا کرتے تھے: جنات میں سے فلاں اس وادی کا مالک ہے۔ پس ان میں سے کوئی جب اس وادی میں داخل ہوتا تھا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس وادی کے رب سے پناہ مانگتا تھا۔ پس اس کے سبب اس میں خوف اور بڑھ جاتا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگ تھے جب وہ جنات کی کسی وادی میں آتے تھے تو انسانوں میں سے ندا دینے والا کسی نیک جن کو پکار کر کہتا تھا۔ ہم سے اپنے سرکش اور سفینہ جنوں کو روک لو۔ پس انہیں کچھ فائدہ نہ دیا، جو انہیں نصیحت کی گئی: فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۞۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم تھی جب وہ کسی وادی میں اترتے تو کہتے: ''نَعُوْذُ بِسَیِّدِ هٰذَا الْوَادِیْ مِنْ شَرِّ مَا فِیْهِ'' پس وہ ان کے سبب ان سے بڑھ کر کسی شے سے زیادہ محبت نہیں کرتے تھے۔ اسی بارے میں یہ ارشاد ہے: فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۞۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرۃ کی سند سے کہ انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو مبعوث فرمایا تو میں دو یا تین اسلامی ساتھیوں کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے لیے گیا۔ تو میں پانی کے پاس آیا، وہاں لوگ جمع تھے اور لوگوں کے پاس گاؤں کا وہ چرواہا بھی تھا جو ان کا ریوڑ چراتا تھا۔ تو اس نے کہا: میں تمہارے ریوڑ نہیں چراؤں گا۔ لوگوں نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: ہر رات بھیڑیا آتا ہے اور ایک بکری اٹھا کر لے جاتا ہے اور تمہارا یہ بت سویا رہتا ہے۔ نہ یہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع۔ نہ یہ انکار کرتا ہے اور نہ ہی اقرار۔ وہ چلے گئے اور میں یہ توقع کر رہا تھا کہ یہ لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔ پس جب ہم نے صبح کی، تو وہی چرواہا دوڑتے ہوئے آیا اور کہنے لگا بشارت ہو، بشارت ہو۔ بھیڑیا لایا گیا ہے اور وہ بت کے سامنے بغیر رسی کے بندھا ہوا ہے۔ وہ لوگ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا اور لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور بت کو سجدہ کیا اور کہا: تو اسی طرح کیا کر۔ پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان نے ان کے ساتھ کھیل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّ شُهُبًا ۞ کے تحت بیان کیا ہے کہ جن

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 (3348)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

آسمان کی خبریں سنا کرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ تو آسمان پر پہرہ لگا دیا گیا اور انہیں کچھ سننے سے روک دیا گیا۔ پس جنات بذات خود اس کی تلاش کرنے لگے اور کہا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جنات کے سردار اور معززین موصل کی سرزمین میں نصیبین کے مقام پر تھے۔ انہوں نے اس کی تلاش کی اور خوب نظر دوڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پالیا۔ اس حال میں کہ آپ ﷺ عکاظ کی طرف جاتے وقت راستے میں اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شیاطین کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہیں تھیں وہاں بیٹھ کر وہ وحی سنا کرتے تھے۔ اور جب وہ کوئی ایک کلمہ سن لیتے تو اس میں نو کلمات کا اضافہ کر دیتے، پس وہ ایک کلمہ تو حق ہوتا اور جو کچھ وہ اس میں اضافہ کرتے وہ باطل ہوتا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے، تو انہیں وہاں بیٹھنے سے روک دیا گیا۔ تو انہوں نے اس کا ذکر ابلیس سے کیا۔ اس سے قبل ان پر ستارے نہیں پھینکے جاتے تھے۔ تو ابلیس نے انہیں کہا: یہ حکم کسی خاص واقعہ کے سبب ہوا ہے جو زمین میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے لشکر بھیجے۔ تو انہوں نے نخلہ کے پہاڑوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے ہوئے پالیا، وہ اس کے پاس واپس آئے اور اسے اس کی خبر دی۔ تو اس نے کہا: پس یہی وہ واقعہ ہے جو زمین میں رونما ہوا ہے۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنات کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہیں تھیں جہاں سے وہ وحی سنا کرتے تھے۔ ان کا یہی سلسلہ جاری تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ پھر آسمان سے شیاطین کو دور ہٹا دیا گیا اور انہیں ستاروں کے سبب بھگا دیا گیا۔ پس اب جو بھی اوپر چڑھا وہی جلنے لگا۔ جب اہل زمین نے ستاروں کو دیکھا تو وہ گھبرا گئے کیونکہ اس سے قبل ایسا نہیں ہوتا تھا اور ابلیس نے کہا بالیقین زمین میں کوئی واقعہ ہوا ہے۔ پھر زمین کی ہر طرف سے مٹی لائی گئی اور اس نے اسے سونگھا اور تہامہ کی مٹی کو سونگھ کر اس نے کہا: یہاں کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ پھر اس نے جنات کی ایک جماعت اس کی طرف بھیجی اور یہی وہ جن ہیں جنہوں نے قرآن کریم سنا تھا۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی رحمت ﷺ کے درمیان زمانہ فترت میں آسمان دنیا پر کوئی پہرہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ وہ (جنات) وہاں وحی سننے کے لیے مخصوص مقامات پر بیٹھ جاتے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آسمان پر سخت پہرہ لگا دیا گیا اور شیاطین بھگا دیئے گئے۔ تو انہوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا: وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ اور ابلیس نے کہا: تحقیق بالیقین زمین میں کوئی حادثہ وقوع پذیر ہوا ہے۔ جنات اس کے پاس جمع ہو گئے۔ تو اس نے کہا: تم زمین میں پھیل جاؤ اور مجھے مطلع کرو کہ یہ کیا حادثہ ہے جو آسمان

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 398 (3324)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

میں وقوع پذیر ہوا ہے؟ نصیبین سے تعلق رکھنے والے جنات کی ایک جماعت اس نے سب سے پہلے بھیجی اور یہ جنات میں سے معزز اور ان کے سردار تھے۔ اس نے انہیں تہامہ کی طرف بھیجا بڑی تیز رفتاری کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ وادی نخلہ میں پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں حضور نبی کریم ﷺ کو صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے پالیا اور آپ ﷺ نہیں جانتے تھے کہ جب آپ قرآن کریم پڑھ رہے تھے تو جنات نے آپ کا قرآن سنا ہے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو چکے، تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس پھرے اور انہیں ڈرانے لگے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ دولت ایمان سے مالا مال ہو کر واپس گئے۔(1)

امام واقدی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے جب وہ دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نبی بنے، شیاطین کو آسمان سے روک دیا گیا اور شہابوں کے ذریعے انہیں بھگا دیا گیا۔

واقدی اور ابو نعیم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھایا گیا کوئی ستارہ نہیں پھینکا گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نبی بن کر تشریف لائے۔ تو ستاروں کے سبب شیاطین بھگائے گئے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کے سبب شیاطین کو وحی سننے سے روک دیا ہے۔ کاہنوں کا سلسلہ کٹ گیا ہے۔ پس کہانت کوئی نہیں ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ کے تحت کہا ہے: جب حضور نبی مکرم ﷺ مبعوث فرمائے گئے تو آسمان پر پہرہ لگا دیا گیا۔ تا کہ چوری چھپے کچھ سنا نہ جائے، تو جنات نے اس کا انکار کیا۔ پس ان میں سے جس نے سننے کی کوشش کی تو اسے دور بھگا دیا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی بعثت سے قبل جنات آسمان سے (خبریں) سنا کرتے تھے۔ پس جب آپ مبعوث ہوئے تو پہرہ لگا دیا گیا اور انہوں نے کچھ سننے کی طاقت نہ رکھی۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف آئے اور انہیں کہنے لگے: کہ انہوں نے کچھ نہیں سنا اور مزید کہا: وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ۙ اور وہ پہرے دار فرشتے ہیں۔ وَّ شُهُبًا ۙ اور یہ ستارے ہیں۔ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ آپ کہتے ہیں: کہ شہاب ایک ستارہ ہے (جو اوپر چڑھنے والے جن کے لیے) روکا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسے بھگا دیا جائے گا۔ فرمایا: پھر جب انہیں ستارے کے سبب بھگایا گیا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا: وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا کا معنی ہے کہ وہ اپنے لیے ستاروں میں سے کوئی پائے گا۔ رَّصَدًا ۙ فرمایا: فرشتوں میں سے کوئی تاک میں ہے۔ اور وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ کے تحت فرمایا: کہ انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے یہ نبی ﷺ کیوں مبعوث کیا گیا ہے۔ تا کہ وہ اس کے ساتھ ایمان لائیں اور اس کی اتباع و پیروی کریں اور وہ ہدایت اور راہنمائی پا جائیں۔ یا اس لیے تا کہ وہ اس کے ساتھ کفر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

کریں اور اس کی تکذیب کریں وہ ہلاک ہو جائیں جیسا کہ ان سے پہلے بھی بعض امتیں ہلاک ہوئیں۔ واللہ اعلم۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَ مَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾

"اور ہم میں بعض نیک بھی ہیں اور بعض اور طرح کے، ہم بھی تو کئی راستوں پر گامزن ہیں۔ اور (اب) ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہم زمین میں بھی اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔ اور (اے جن بھائیو!) ہم نے جب پیغام ہدایت سنا تو ہم اس پر ایمان لے آئے، پس جو شخص اپنے رب پر ایمان لاتا ہے تو اسے نہ کسی نقصان کا خوف ہوتا ہے اور نہ ظلم کا۔ اور بے شک ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں اور کچھ ظالم، تو جنہوں نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے حق کی راہ تلاش کر لی۔ اور جو حق سے منحرف ہوتے ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ اور اگر وہ ثابت قدم رہیں راہ حق پر تو ہم انہیں سیراب کریں گے کثیر پانی سے۔ تاکہ ہم ان کی آزمائش کریں اس فراوانی سے، اور جو منہ موڑے گا اپنے رب کے ذکر سے تو وہ داخل کرے گا اسے سخت عذاب میں۔ اور بے شک سب مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس مت عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کی"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم میں سے بعض مسلمان ہیں اور بعض مشرک ہیں۔ اور كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ کے بارے فرمایا: ہم بھی مختلف خواہشات رکھتے ہیں۔ (1)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے قول باری تعالیٰ طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: جو ہر اعتبار سے کٹا ہوا ہو۔ نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

وَلَقَدْ قُلْتُ وَزَيْدٌ خَاسِرٌ يَوْمَ وَلَّتْ خَيْلُ زَيْدٍ قِدَدًا

''تحقیق میں نے کہا اور زید اس دن خوب تھکا ہوا تھا جب اس کا گھوڑا کٹ کر بھاگ گیا تھا''۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا طَرَآئِقَ قِدَدًا کا معنی ہے مختلف خواہشات۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم مسلمان اور کافر ملے جلے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن بھی تمہاری طرح قدریہ، مرجیہ، رافضہ اور شیعہ ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ الآیہ کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہوں نے کہا: ہم ہرگز زمین میں اس سے بچ نہیں سکیں گے اور نہ اس سے بھاگ سکیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پس اسے اپنی نیکیوں میں کمی اور نقصان کا کوئی خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے یہ خوف ہوتا ہے کہ اس پر کسی دوسرے کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ کا معنی ہے اور ہم سے بعض حق سے پھرنے اور روگردانی کرنے والے ہیں۔(2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم میں سے بعض ظلم کرنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ کے تحت کہا کہ ہم میں سے بعض ظلم وزیادتی کرنے والے ہیں۔ اور وَّاَلَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا کے تحت کہا کہ اگر وہ سب کے سب ایمان لے آئیں تو ہم ان کے لیے دنیا میں وسعت اور خوشحالی پیدا کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ کے تحت کہا: کہ اگر وہ انہیں قائم کریں جن کا انہیں حکم دیا گیا تو ہم انہیں چشمے دار پانی سے سیراب کریں گے۔

امام عبد بن حمید نے اسی آیت کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور جس شے کا انہیں حکم دیا گیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے مالوں میں کثرت اور وسعت پیدا فرما دے گا یہاں تک کہ ان کے سبب وہ غنی ہو جائیں گے۔ پھر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قسم بخدا! اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے اور اس کی اطاعت و پیروی کرتے تھے، تو ان پر قیصر و کسریٰ کے خزانے کھول

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 (3350)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 135، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

دیئے گئے اور ان کے ساتھ انہیں آزمایا گیا۔ پس وہ اپنے امام کے ہمراہ حملہ آور ہوئے اور اسے (دشمن کو) قتل کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اگر وہ طریقہ اسلام پر قائم رہیں تو ہم انہیں وافر اور کثیر مال عطا فرمائیں گے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے مَّآءً غَدَقًا﴿۱۶﴾ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وافر جاری پانی ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

تُدْنِی کِرَادِ بُسُ مُلْتَفًّا حَدِائِقُهَا ۔۔۔ كَالنَّبْتِ جَادَتْ بِهِ اَنْهَارُهَا غَدَقًا

''گھوڑوں کے دستے قریب ہو رہے ہیں درآنحالیکہ ان کے باغات سبزیوں کی طرح گھنے اور جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی نہریں وافر پانی کے سبب بہت عمدہ ہیں''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴿۱۶﴾ کی تفسیر میں فرمایا (کہ اگر وہ راہ حق پر ثابت قدم رہیں) تو ہم انہیں مال کثیر عطا فرمائیں گے۔

امام عبد بن حمید نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مَّآءً سے مراد مال اور غَدَقًا سے مراد کثیر اور وافر ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مَّآءً غَدَقًا﴿۱۶﴾ سے مراد خوشحالی زندگی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ کا معنی ہے تاکہ ہم انہیں اس کے ساتھ آزمائیں۔ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا﴿۱۷﴾ اور جو اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا تو وہ اسے عذاب کی مشقت میں داخل کرے گا، وہ اسی میں چڑھتا جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ کا معنی ہے تاکہ ہم ان کی آزمائش کریں یہاں تک کہ وہ اس کی طرف لوٹ آئیں جو کچھ ان پر فرض کیا گیا۔ اور عَذَابًا صَعَدًا﴿۱۷﴾ کا معنی ہے عذاب کی مشقت اور سختی۔

ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ صَعَدًا﴿۱۷﴾ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے دیئے جانے والے عذاب میں اتنی شدت اور سختی ہوگی کہ اس میں کوئی راحت اور سکون نہیں ہوگا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَذَابًا صَعَدًا﴿۱۷﴾ سے مراد اللہ تعالیٰ کے عذاب کی ایسی چڑھائی ہے جس میں کوئی راحت اور سکون نہیں ہے۔

امام ہناد نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ عَذَابًا صَعَدًا﴿۱۷﴾ سے مراد مشقت آمیز عذاب ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ يَسْلُكْهُ کو حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ کے تحت

marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت مسجد حرام اور مسجد ایلیا بیت المقدس کے سوا زمین پر کوئی مسجد نہ تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنوں نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجازت عطا فرمایئے کہ ہم آپ کے ساتھ آپ کی مسجد میں نمازوں کے لیے حاضر ہوا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نماز پڑھو اور لوگوں کے ساتھ اختلاط نہ کرو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنات نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: ہمارے لیے کیسے ممکن ہے کہ ہم مسجد میں آئیں حالانکہ ہم آپ سے دور رہ رہے ہیں؟ یا ہم کیسے نماز میں حاضر ہو سکتے ہیں حالانکہ ہم آپ سے دور ہیں؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الآیہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی اور عیسائی جب اپنی عبادت گاہوں اور گرجا گھروں میں داخل ہوتے تو وہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کی واحدانیت بیان کیا کریں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی اور عیسائی جب اپنی عبادت گاہوں اور اپنے گرجا گھروں میں داخل ہوتے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا: جب آپ مسجد میں داخل ہوں تو عبادت خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لیے کرو۔

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ
اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا
رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ
فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْۤ
اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا
يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ

marfat.com

Marfat.com

رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

"اور جب کھڑا ہوتا ہے اللہ کا (خاص) بندہ تا کہ اس کی عبادت کرے تو لوگ اس پر ہجوم کر کے آجاتے ہیں۔ آپ فرمایئے میں تو بس اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور شریک نہیں ٹھہراتا اس کا کسی کو۔ آپ فرمایئے (اللہ کے اذن کے بغیر) نہ میں تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہدایت کا۔ آپ فرمایئے مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اور نہ میں پا سکتا ہوں اس کے بغیر کہیں پناہ۔ البتہ میرا فرض صرف یہ ہے کہ پہنچا دوں اللہ کے احکام اور اس کے پیغامات۔ پس (اب) جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں (یہ نافرمان) ہمیشہ رہیں گے تا ابد۔ یہاں تک کہ جب وہ دیکھ لیں گے (وہ عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ کون ہے جس کا مددگار کمزور ہے اور جس کی تعداد کم ہے۔ آپ فرمایئے میں (اپنی سوچ بچار سے) نہیں جانتا کہ وہ دن قریب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یا مقرر کر دی ہے اس کے لیے میرے رب نے لمبی مدت۔ (اللہ تعالیٰ) غیب کو جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز اس رسول کے جس کو اس نے پسند فرما لیا ہو (غیب کی تعلیم کے لیے) تو مقرر کر دیتا ہے اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ۔ تا کہ وہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں (درحقیقت پہلے ہی) اللہ ان کے حالات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر چیز کا اس نے شمار کر رکھا ہے"۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت سے قبل نواحی مکہ کی طرف ہمارے ساتھ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے میرے ارد گرد خط کھینچ دیا اور فرمایا: تو کسی قسم کی بات نہ کرنا یہاں تک کہ میں تیرے پاس آ جاؤں، پھر فرمایا: کوئی ایسی شے جسے تو دیکھے وہ تجھے خوفزدہ نہ کرے۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھ گئے اور بیٹھ گئے، وہاں سیاہ رنگ کے آدمی تھے گویا کہ وہ (قوم) زط کے لوگ ہیں۔ اور ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کو سنتے کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ تو وہ آپ انہیں سے قرآن کریم کی تلاوت سننے کی حرص میں آپ پر سوار ہونے کے قریب ہو جاتے اور آپ کے بالکل قریب آ جاتے۔ لیکن آپ نہ جانتے یہاں تک کہ رسول (حضرت جبرائیل علیہ السلام) آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو پڑھ کر سنایا: قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، حاکم اور ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب ملاقاۃ وفد الجن، جلد 2، صفحہ 129، عالم الکتب بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جنات رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، تو آپ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے، وہ آپ ﷺ کے رکوع کے ساتھ رکوع کرتے تھے اور آپ کے سجود کے ساتھ سجدے کرتے تھے۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی اس اطاعت و پیروی کو خوب پسند کیا اور اس پر متعجب ہوئے۔ پھر اپنی قوم سے جا کر کہا: لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَدْعُوْهُ بمعنی يدعو اليه ہے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کا (خاص) بندہ کھڑا ہوتا ہے تاکہ اس کی طرف دعوت دے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب نبی اللہ ﷺ کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس امر پر جن و انس اکٹھے ہو کر آجاتے ہیں۔ تاکہ وہ اسے بجھا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کر دیا کہ وہ آپ کی مدد فرمائے گا اور جو بھی آپ سے دشمنی رکھے گا اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر غالب فرمائے گا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر کہتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اور لوگوں کو ان کے رب کی طرف بلاتے ہیں تو عرب اکٹھے ہو کر آپ پر ہجوم کر لیتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا کا معنی ہے کہ وہ لوگ اپنے ساتھیوں اور مددگاروں سمیت آپ پر آجاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے لِبَدًا یعنی لام کو کسرہ اور باء کو فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اور لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا (البلد) میں لام کو رفع اور باء کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور ابوبکر نے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ لُبَدًا کا معنی کثیر اور زیادہ ہونا ہے، اور لبدا کا معنی بعض کا بعض پر ہونا ہے یعنی تہہ در تہہ ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اَدْعُوْ کو بغیر الف کے پڑھا ہے۔

ابن جریر نے حضرمی سے بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ اشراف جنات میں سے ایک پیروی اور اتباع کرنے والے جن نے کہا: کہ حضرت محمد ﷺ ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم انہیں پناہ دیں۔ لہٰذا میں انہیں پناہ دیتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ الآیہ (آپ فرمائیے مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا) (3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں لیلۃ الجن میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ آپ حجون پہنچے۔ تو آپ ﷺ نے مجھ پر خط کھینچ کر حصار کر دیا۔ پھر آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 354 (3356)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 143

marfat.com

Marfat.com

ان کی طرف آگے چلے گئے اور وہ ہجوم کر کے آپ پر آ گئے۔ تو ان کے سردار نے کہا: اسے وردان کہا جاتا ہے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں انہیں آپ سے دور نہ ہٹا دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیۡ لَنۡ یُّجِیۡرَنِیۡ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۲﴾ کا معنی ملجا پناہ گاہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ لَنۡ اَجِدَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پناہ اور مددگار نہیں پا سکتا (البتہ میرا فرض صرف یہ ہے کہ اللہ کے احکام اور اس کے پیغامات پہنچا دوں) فرمایا: یہی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے پیغامات پہنچانے کا مالک ہے اور عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ کے تحت فرمایا: کیونکہ جب وہ کسی رسول کو پسند فرما لے تو وہ اسے چن لیتا ہے اور وہ اسے اپنے غیب میں سے جس پر چاہے اسے مطلع فرما دیتا ہے اور اسے منتخب فرما لیتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسل عظام علیہم السلام کو غیب وحی میں سے علم عطا فرمایا اور ان پر اپنے غیب میں سے وہ کچھ ظاہر فرمایا جو ان کی طرف وحی کیا گیا اور جو اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے اس کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ فَاِنَّہٗ یَسۡلُکُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ مِنۡ خَلۡفِہٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ ملائکہ میں سے پیچھے آنے والے ہیں جو شیطان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے بیان کرے جس پیغام کے ساتھ اسے ان کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اسی کے بارے مشرکین بھی کہتے ہیں کہ انہوں (رسولوں) نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں رَّسُوۡلٍ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم میں سے کوئی آیت نازل نہیں فرمائی مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ چار فرشتے ہوتے جو اس کی حفاظت کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ فَاِنَّہٗ یَسۡلُکُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ مِنۡ خَلۡفِہٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ یعنی اس کے آگے پیچھے چار فرشتے ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے احکام اور پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ شیطان کو اپنی خواہشات میں پھینکے جانے سے قبل وہ (ملائکہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہا کرتے تھے۔ پھر جب شیطان کو اس کی اپنی خواہشات میں ڈال دیا گیا۔ تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ سے تھوڑا دور ہٹ جائیں تاکہ آپ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسلام الجن، جلد 2، صفحہ 231، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

جان لیں کہ یہ وحی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چار محافظ فرشتے ہوتے ہیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ جان لیں اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ (کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں) فرمایا: جبرائیل امین نہیں آتے مگران کے ساتھ چار محافظ فرشتے ہوتے ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا کے تحت کہا: کہ یہ فرشتے ہیں جو آپ کی جنات سے حفاظت کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی طرف فرشتہ وحی کے ساتھ بھیجا جاتا، تو اس کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بھیجی جاتی، جو سامنے سے اور پیچھے کی جانب سے اس کی حفاظت کرتے تھے، تاکہ شیطان فرشتے کی صورت میں آکر معاملہ مشتبہ نہ کر دے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کے تحت کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو پسند فرمالے تو غیب میں سے جو چاہے اس پر ظاہر فرما دیتا ہے۔ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا فرمایا: اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے فرشتوں میں سے محافظ مقرر کر دیتا ہے۔ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ تاکہ اللہ تعالیٰ کا نبی جان لے کہ رسولوں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام پہنچایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی ہے اور ان کا دفاع کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے لِّیَعْلَمَ کے تحت یہ قول منقول ہے: تاکہ وہ اس طرح رسولوں کے کذب کو جان لے۔ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 145
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 355 (3359)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com